اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

عالمی منظر پر گزشتہ دنوں متعدد ومتنوع موضوعات ابھرے اور مسلم امہ کے سوچنے سمجھنے والے ذہنوں کے لئے بہت سے سوالات چھوڑ گئے۔ان میں سے ہر موضوع ہمارے علماء کرام اور اسکالرز کی توجہ کا طالب ہے۔شرانگیز امریکی الفرقان الحق نے امت مسلمہ میں اضطراب کی لہر دوڑا دی ہے۔مگر اس چیلنج سے عہدہ برا ہونے کی تدابیر اور لائحہ عمل سامنے آنے کی بجائے فی الحال ایک دوسرے کو اس کے بارے میں مطلع کرنے اور رنج والم ظاہر کرنے یا غم وغصہ کے اظہار کے سوا کوئی چیز سامنے نہیں آئی۔اور تو اور کہیں کوئی قابل ذکر احتجاج تک نہیں ہوا۔قرآن کے ماننے والے مسلم حکمرانوں نے اس پر کوئی مشترکہ احتجاجی مراسلہ جاری نہیں کیا، مسلم دنیا کے کسی غیرت مند مسلم سربراہ مملکت نے امریکی سرکار کو کوئی فوری فون یا فیکس نہیں کیا۔اس بدنام زمانہ کتاب کی اشاعت پر پابندی کا کسی مسلم حکومت کی طرف سے مطالبہ تک نہیں ہوا۔اس کے مندرجات کے بعض حصے بعض رسائل وجرائد نے شائع کئے ہیں اور ان پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا ہے لیکن کیا یہ اقدامات اس نئے چیلنج سے نمٹنے کے لئے کافی ہیں؟ اور اس سے بڑھ کر تشویش کی بات تو یہ ہے کہ کل اگر امریکی سرکار یہ کہہ دے کہ الفرقان کو نئے دور کا قرآن مانتے ہو یا نہیں، تو ہمارا جواب کیا ہوگا ؟

صیہونی تنظیمیں مسلم ممالک میں ڈالرز کے بریف کیس لئے مسلم اسکالرز کو خریدنے کی جس پالیسی پر عمل پیرا ہیں اس کے نتیجہ میں بہت سے جبہ پوش اور متعدد ٹائی پتلون والے اسکالر امریکی بولی بولتے نظر آرہے ہیں۔یورپ کی عیسائی اور صیہونی مشنری جو کام مسلم ممالک میں کرنا چاہ رہی ہے اس کے لئے اسے فرزندان زمین کی خدمات حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ توہین رسالت جیسے گھناؤنے اقدام کے لئے، حدود آرڈیننس منسوخ کرانے کے لئے، اسلامی تاریخ کو مسخ کرنے اور اسلام کو کمزور کرنے کے لئے اسے پاکستان جیسے ترقی پذیر ملکوں سے مادی ترقی کے خواہاں کرائے کے رواداری مبلغ مقرر داعی اور لکھنے والے بآسانی میسر آجاتے ہیں۔گزشتہ دنوں لاہور کے دو ماہناموں نے یہ ثابت کرنے کے لئے اپنا زور قلم صرف کیا

کہ تاریخی طور پر بیت المقدس مسجد اقصی پر مسلمانوں کا کوئی حق کسی طرح سے بھی ثابت نہیں ہوتا اور یہ کہ مسجد اقصی پر ازلی وابدی حق یہودیوں ہی کا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے دست بردار ہوجانا چاہئے۔ گویا بالفاظ دیگر حضرت عمر فاروق امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ اور ان کی معیت میں دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فلسطین فتح کرکے مسجد اقصی کو جو مسلمانوں کی تحویل میں دیا تھا وہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) چھوٹے پن کا مظاہرہ تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

....

کریڈٹ کارڈ کا یُسر وعُسر

انسانوں نے اپنی سہولت کے لئے سونے چاندی اور دھات کے سکوں کی جگہ کاغذی کرنسی نوٹ جاری کئے تاکہ نقل وحمل میں آسانی رہے، پھر ان کرنسی نوٹوں کی جگہ کریڈٹ کارڈز نے لی۔ مگر چند برسوں کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ کریڈٹ کارڈ دنیا کی خطرناک ترین کرنسی ہے۔ اگرچہ تجارتی حلقوں میں اسے مفید ومحفوظ ترین کرنسی کے نام سے متعارف کرایا گیا تھا اور ہنوز بہت سے لوگ اسے محفوظ ہی خیال کرتے ہیں مگر تیزی سے بدلتے ہوئے حالات یہ بتارہے ہیں کہ یہ کرنسی نہ تو محفوظ ہے اور نہ مفید تر۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے یہ خبریں عام ہیں کہ ڈاکو اور اغوا کنندگان اب جب کسی مال دار شخص کو اغوا کرتے ہیں تو سب سے پہلے گن پوائنٹ پر اس سے اس کا کریڈٹ کارڈ چھینتے ہیں پھر اس سے اس کارڈ کا پن کوڈ (Pin Code) حاصل کرتے ہیں اور پھر اسے ساتھ لے کر کسی بھی شاپنگ مال یا کیش کاؤنٹر پر جاتے اور کیش حاصل کرنے یا مال کی خریداری کے بعد اسے کسی بھی سڑک پر یا ویرانے میں اتار کر کریڈٹ کارڈ کے محفوظ اور مفید تر کرنسی ہونے کا مذاق اڑاتے ہوئے فرار ہوجاتے ہیں۔ اس طرح کریڈٹ کارڈ ہولڈرز اب زیادہ بیلنس کے کارڈ ساتھ رکھنے میں خاصے محتاط ہو چکے ہیں۔ اور جب کریڈٹ کارڈ میں زیادہ بیلنس رکھنا خطرناک بن جائے تو پھر اس کی افادیت اتنی ہی کم ہوجاتی ہے۔

کریڈٹ کارڈ کے خطرناک کرنسی ہونے کا یہ ایک پہلو ہے جسے ہم خارجی پہلو کہہ سکتے ہیں مگر داخلی